



ابو مسعود عبد الجبار سلفی

شیخ الحدیث حافظ عبد المنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ

عادات و شمائل

۲۶ فروری ۲۰۱۲ء کو محبانِ علم و فضل پر خصوصاً اور جماعتِ اہل حدیث پر عموماً یہ خبر بجلی کی طرح گری کہ اُستاذ العلماء حافظ عبد المنان محدث نور پوری عالم فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، اِنّ اللّٰہَ مَا اَعْطٰی وَللّٰہِ مَا اُخِذَ وَلِکُلّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی اللّٰہُمَّ اَرْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَہْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہٖ فِی عَقْبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ راقم الحروف کو اپنے رفیقائے کرام: حافظ محمد شریف، حافظ عبد الغفار ریحان، حافظ عبد الجبار مدنی اور حافظ محمد امین کے ہمراہ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران ان کے ہاں زیرِ تعلیم رہنے کا موقع ملا اور ہم نے ان کو گونا گوں خوبیوں سے متصف پایا۔ والدین نے ان کا نام خوشی محمد رکھا تھا، جو بعد میں حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی کے نام عبد المنان میں تبدیل ہو گیا اور دونوں ناموں کی خوبیاں آپ کے اندر جمع ہو گئیں۔

چنانچہ آپ حد درجہ خوش اخلاق، خوش پوش، خوش اطوار اور خوش خصال ثابت ہوئے جب کسی سے حال احوال پوچھتے تو فرماتے: 'خوش ہو'... اللہ نے آپ کو ہر کام خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی خوبی عطا فرمائی تھی۔ لکھنے بیٹھتے تو خوش نویسی کی حدیں چھونے لگتے، پڑھانے بیٹھتے تو امام مالک کی مجلس کی جھلک دکھا دیتے، لباس سلائی کرنے بیٹھتے تو درزیوں کو حیران کر دیتے۔ درس حدیث دیتے تو ترمذی دوراں معلوم ہونے لگتے اور زہد و ورع اور علم و فضل اور استدلال میں امام ابو سلمان داؤد بن علی اصفہانی کا نقش ثانی معلوم ہوتے۔ دیانت داری اور ایقانے عہد میں تو کوئی آدمی آپ کا ثانی نہ تھا۔

جس دور میں راقم الحروف حافظ گوندلوی کے ہاں بخاری شریف پڑھتا تھا، اس دور میں حضرت محدث نور پوری کے گھر سے فتح الباری کی پہلی تا آخری جلد لانے اور واپس دینے کی ذمہ داری راقم پر تھی۔ چنانچہ میں جب بھی آپ کے گھر جاتا، آپ کچھ کھلائے پلائے بغیر

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوری

واپس نہ آنے دیتے۔ چنانچہ برادرِ عزیز عبدالرحمن ثانی بن حضرت محدث نور پوری کو سکھایا گیا تھا کہ جب بھی کوئی مہمان بیٹھک میں آئے تو بغیر پوچھے گھر میں جو پھل، مشروب یا کھانا موجود ہو حاضر کر دینا ہے۔ چنانچہ برادرِ عزیز فوراً گھر جاتے اور گھر میں موجود مشروب یا پھل لے آتے۔ جب کوئی مہمان آپ کو یہ کہتا کہ حضرت میں تو اسی مدرسہ یا اسی کالونی سے ہر چوتھے یا آٹھویں دن آتا ہوں تو آپ یہ تکلف کیوں فرماتے ہیں، تو آپ فرماتے: دیکھو یہ نا سمجھ بچہ ہے، اب یہ لے ہی آیا ہے تو آپ تناول فرمالیں، آپ ایک دو گلاس پی لیں گے یا دو چار لقمے کھالیں گے تو اس بہانے ہمیں اللہ سے اجر مل جائے گا۔ اکرام الضیوف کی ایسی مثال آپ کو معدودے چند علما کے، کہیں نہ ملے گی۔ ایسے علما میں سر فہرست میرے اُستاد مولانا محمد یوسف آف راجوال رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، ان کو اللہ نے اس نیکی کا دوا فر حصہ عطا فرمایا ہوا ہے۔

لوگوں کی آپ کی ذات پر اعتماد کا یہ عالم تھا کہ اُس دور میں ایک دیوبندی گھرانے نے اپنے لیے شاندار کوٹھی، بنوائی شروع کی۔ جو نہی وہ کوٹھی مکمل ہوئی تو ان کا سعودی عرب سے دو سال کا ویزا آگیا اور اس گھرانے کو سعودی عرب جانا پڑ گیا۔ اُدھر اس دور کے وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے حکم جاری کر دیا کہ جو شخص جس کسی مکان میں بھی بیٹھا ہے وہ اس کا مالک ہے۔ اب اس گھرانے نے اس خدشے کے پیش نظر کہ کوئی ہماری کوٹھی پر قبضہ نہ کر لے، حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ ہماری کوٹھی میں عارضی رہائش اختیار کر لیں اور ہمارے واپس آنے سے ایک دن قبل خالی کر دیں۔ آپ نے فرمایا: دیکھو بھائی! میرے پاس حافظ محمد شریف سیالکوٹی کے بیٹوں کا مکان ہے اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ حافظ صاحب آپ ہمارا مکان کرایہ پر لے لیں اور تیس روپے کرایہ دیتے رہیں۔ آپ ساری عمر اس میں رہائش رکھیں تو ہم تیس روپے سے اکتیس روپے تک بھی کرایہ نہ بڑھائیں گے اور جس دن آپ نے ہمارا مکان خالی کر دیا، ہم اسے ایک دن بھی اپنے پاس نہ رکھیں گے اور اسے فروخت کر دیں گے۔ کرایہ معمولی ہے اور میں آرام سے رہ رہا ہوں اور کرایہ بھی ادا کر رہا ہوں۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر کوٹھی کسی اور شخص کو دے دیں اور مجھے یہیں گزارا کرنے دیں۔ اس کنبے کے سربراہ نے کہا: نہیں حافظ صاحب ہم آپ کے علاوہ کسی کو نہیں دیں گے اور آپ سے کرایہ بھی نہیں لیں گے۔ آپ نے فرمایا: برادرِ من اگر خدا نخواستہ آپ کا وہاں دل نہ لگا اور آپ دو ماہ بعد واپس آجائیں تو پہلا مکان بھی ہاتھ سے نکل جائے گا اور مجھے آپ کی کوٹھی سے نکل کر کوئی اور مکان تلاش کرنا پڑے گا۔ اس نے عرض کیا کہ حافظ



صاحب کم از کم دو سال تک تو ہم وہاں رہیں گے، خواہ دل لگے یا نہ لگے۔ لہذا آپ مہربانی فرمائیں اور بغیر کرایہ کے ہی ہماری کوٹھی میں تشریف لے آئیں۔ چنانچہ میں اس دور میں دو سال تک اسی کوٹھی میں حاضری دیتا رہا۔ آپ نے اس کوٹھی سے متصل ان کے پلاٹ میں باغیچہ بنادیا اور صبح و شام اسے پانی دیتے اور وہیں مہمانوں کو وقت دیتے تھے۔ چنانچہ دو سال بعد انہوں نے آپ کو کوٹھی خالی کرنے کی اطلاع دی تو آپ نے اس کوٹھی کو رنگ و روغن کر دیا اور خود حافظ عبدالسلام بھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر رہائش لے گئے۔ چنانچہ کوٹھی کا مالک اپنے کنبہ سمیت رات بارہ ایک بجے کوٹھی پر آیا تو آپ نے چابی ان کے حوالے کی اور اپنے نئے کرائے کے مکان پر چلے گئے۔ صبح ہوئی تو کوٹھی کا مالک اور اس کا کنبہ کوٹھی کی آرائش اور ساتھ والے پلاٹ میں پھولوں بھرا باغیچہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ چنانچہ کوٹھی کا مالک دو ماہ ٹھہر کر پھر واپس سعودی عرب جانے لگا تو چابیاں لے کر پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنی کوٹھی میں رہائش رکھنے کی پیشکش کر دی۔ آپ نے فرمایا: کہ اب میرا اپنا مکان بن گیا ہے لہذا اب میں وہاں رہائش کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ آپ کسی اور مسلمان پر احسان کر دیں، وہ کہنے لگے کہ ہمیں آپ کے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں ہے اور پھر آپ نے اپنا مکان بھی تو کسی سے قرض لے کر بنایا ہے لہذا آپ اپنا مکان کرایہ پر دے کر اپنا قرض اٹار لیں اور ہماری کوٹھی بغیر کرائے کے لے لیں۔ چنانچہ آپ دوبارہ اس کوٹھی میں رہائش لے آئے اور چھ سال تک اس میں رہائش رکھی۔ چھٹے سال بعد مالکان واپس آئے تو آپ اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور ان کی کوٹھی ان کے حوالے کر دی۔ آپ کے حسن اخلاق، ایفائے عہد اور عمدہ برتاؤ سے متاثر ہو کر وہ گھر انہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کے برادرِ نبیؑ حافظ عبدالوحید کو دے دیا۔ میں نے یہ قصہ اس لیے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ دیگر علماء کو بھی اسی طرح کا اخلاق اور کردار اپنانا چاہیے تاکہ لوگ ان کے حسن کردار سے متاثر ہو کر خالص اور باعمل مسلمان بن جائیں۔



آپ کی زندگی اس طرح کے اوصاف سے بھری پڑی ہے۔ آپ کے دل میں حج بیت اللہ کی شدید امنگ تھی۔ اللہ نے اس کا سبب یہ بنایا کہ ایک صاحب خیر نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ میں کسی عالم دین کے ہمراہ حج کروں جو ہمیں صحیح معنوں میں مناسک حج ادا کرائے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی نظر انتخاب حضرت محدث نور پوری پر ڈال دی اور اُس نے آپ کو اپنے ساتھ حج کرنے اور اس کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کرنے کی

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش کردی لیکن جب رقم کا حساب کیا تو ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ تیسرے ساتھی حافظ صاحب کے حصے کی رقم حج سے کم اور عمرے کے اخراجات کے برابر تھی۔ حافظ صاحب نے اس کا حل یہ پیش کیا کہ میں عمرے پر چلا جاتا ہوں اور عمرے کے بعد وہیں بیت اللہ میں ہی موسم حج تک رہوں گا اور جب حج پروازیں شروع ہوں گی تو میں آپ کو جدہ ایئر پورٹ سے لینے آ جاؤں گا اور ہم سب مل کر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر لیں گے، چنانچہ انہیں یہ تجویز پسند آئی اور اس طرح فریضہ حج بیت اللہ بھی ادا ہو گیا۔ سچ ہے کہ من کان لله کان الله له جو اللہ کا ہو گیا، تو وہ اسے خوب کافی ہے!

اس طرح سرگودھا کے کسی صاحب نے جو پہلے حج کر چکا تھا اور اسے اپنے مناسک حج کی صحیح معنوں میں ادائیگی کا یقین نہ تھا، دوبارہ حج کی نیت کی اور چاہا کہ میں حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حج کروں تاکہ میرا حج صحیح معنوں میں مبرور ہو جائے۔ چنانچہ اس نے حضرت حافظ صاحب کو اپنے عزم کی اطلاع دی اور حافظ صاحب کے حج کے اخراجات اٹھانے کی حامی بھر لی اور اس نے خود ہی ویزہ وغیرہ لگوا کر آپ کو مطلع کر دیا۔ آپ نے جامعہ محمدیہ کی انتظامیہ سے چھٹی کی درخواست کی تو انہوں نے معذوری ظاہر کی کہ آپ نے حج اسلام تو کر لیا ہے اور اس دفعہ پھر حج پر جانے سے طلباءے حدیث کی پڑھائی کا حرج ہو گا۔ آپ نے فرمایا: اب وہ صاحب ویزہ لگوا چکے ہیں اور اخراجات حج بھی جمع کروا چکے ہیں، اگر آپ مجھے اجازت دینے سے قاصر ہیں تو میری جگہ کوئی استاذ حدیث رکھ لیں اور مجھے میرے عہدے سے سبکدوش کر دیں اور اس غریب کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں اور مجھے اس کے ساتھ حج کرنے دیں۔ چنانچہ انتظامیہ نے یہ تجویز قبول کر لی اور آپ کو شیخ الحدیث کے عہدے سے سبکدوش کر دیا۔

جب آپ حج کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن ثانی نے آپ کو اطلاع دی کہ مدر سے کے خزانچی نے باقی مدسین کو پچھلے ماہ کی تنخواہ دے دی ہے اور آپ کے تدریسی ماہ کی تنخواہ بھی نہیں دی، آپ نے جوابی خط لکھا کہ آپ خزانچی کے پاس تنخواہ لینے بھی نہ جائیں، میں آپ کی والدہ کے پاس اتنی رقم چھوڑ آیا ہوں جو اڑھائی تین ماہ کے اخراجات کے لیے کافی ہے اور میں نے اس جامعہ میں آٹھ دس سال تک مفت کھا کر پڑھا ہے اور پھر وہیں پڑھایا بھی جس کی وہ تنخواہ دیتے رہے ہیں، لہذا میں حج کے بعد وہاں پہنچ کر اتنے سال مفت پڑھاؤں گا۔ بیٹا! اس جامعہ محمدیہ کے ہم پر بہت حقوق اور احسانات ہیں، میں اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا یہیں بغیر تنخواہ کے پڑھاؤں گا، الایہ کہ منتظمین جامعہ محمدیہ مجھے خود ہی روک دیں تو پھر کسی اور جگہ کا



سوچوں گا۔

اتفاق سے یہ خط صاحبزادے عبدالرحمن ثانی کے بجائے خزانچی جامعہ نور الدین کے ہاتھ آگیا اور اس نے اس کی فوٹو کاپی کروا کر اصل خط صاحبزادے کو دیا اور فوٹو کاپی انتظامیہ کو دے دی۔ خط پڑھ کر منتظمین کا دل باغ باغ ہو گیا اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہم حضرت صاحب کو عہدے سے کبھی سبکدوش نہیں کریں گے اور ان کی تنخواہ برابر جاری رکھی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر ابوسلمان داؤد بن علی اصفہانی کی طرح زہد و ورع اور حق گوئی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ میں دو خوبیاں تو ایسی تھیں جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہیں اور وہ تھیں: حلم اور وقار۔ آپ مخالف کی بات پر کبھی غصہ نہیں کرتے تھے۔ آپ اپنے والد گرامی قدر جناب عبدالحق کا بے حد احترام کرتے تھے اور اپنے ہر خط کے اختتام پر ابن عبدالحق بقلہ رقم فرماتے اور اپنے آستانہ کا احترام تو ان کے خمیر میں گندھا ہوا تھا۔

آپ کے وقار کا عالم ہزاروں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، آپ جب کبھی بازار سے گزر کر جامعہ اہل حدیث چوک نیامیں گوجرانوالہ میں خطبہ دینے جاتے تو دودکاندار اور راہ گیر احترام سے کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے اور آپ ہر واقف اور ناواقف سے اس طرح ملتے، گویا ان کے درمیان سالہا سال سے تعارف ہے۔ جہاں کہیں جانا ہوتا، اسیکے ہی چل پڑتے اور ہٹو بچو کہنے والوں کو کبھی ساتھ نہ لے جاتے۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ ان کے قدموں کی خاک کے پیچھے چلنے والوں کی کمی نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں اپنے روحانی فرزندوں سے ملنے آئے تو طلباء جامعہ سلفیہ کا جم غفیر آپ کے پیچھے پیچھے چل کر آپ کو الوداع کرنے جا رہا تھا۔ یہ روح پرور، ایمان افروز اور علم کی قدر دانی کا منظر دیکھ کر یس التجار صوفی احمد دین صاحب (انصاف ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد) صدر جامعہ سلفیہ میاں فضل حق صاحب سے پوچھنے لگے کہ یہ کون سی شخصیت ہے جن کے قدموں کی دھول کے پیچھے اتنے سارے طلبہ چل رہے ہیں؟

تو میاں صاحب نے جواب دیا کہ آپ کو پتہ نہیں یہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے بڑے سینئر استاد ہیں۔ مجھے تو ان کا درس بخاری سن کر شیخ زماکانی کے اشعار یاد آ جاتے ہیں جو انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مداح میں کہے تھے:

وماذا يقول الواصفون له؟	وصفاته حلت عن الحصر
هو حجة الله قاهرة	هو بيننا أعجوبة الدهر
هو آية في خلق ظاهرة	أنواره أريت على الفجر

شیخ الحدیث حافظ عبد المنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ طلبہ میں علمی رجحان کی بڑی حوصلہ افزائی کیا کرتے۔ راقم الحروف کو ہم نصائی کتب میں سے کتب تاریخ کے مطالعہ کا بڑا شوق تھا اور میں جب البدایہ والنہایہ کا مطالعہ کیا کرتا تو آپ نے مجھے تطہیر تاریخ پر کام کرنے کی ترغیب دی جس کا میں نے خوب اثر لیا۔ میں نے مطالعہ تو خوب کیا لیکن اس پر بھرپور انداز میں کام نہیں کر سکا، البتہ ایک کتاب بنام 'صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین' (بعثت رسول ﷺ سے واقعہ کربلا تک) پر کام کر چکا ہوں جو ہندوستان میں چھپ چکی ہے اور پاکستان میں بھی مل سکتی ہے۔

آپ کے تلامذہ

حضرت حافظ صاحب جس طرح خود بہت سی خوبیوں سے مالا مال تھے۔ اس طرح ان کے چند شاگرد بھی اپنی مثال آپ ہیں اور صحیح معنوں میں ان کا صدقہ جاریہ ہیں:

- ① حافظ محمد امین صاحب بن مولانا محمد یعقوب شیخ الحدیث دارالعلوم اوڈنوالہ، آپ بڑے ذہین اور فہیم عالم یا عمل ہیں اور دارالسلام کی بڑی وقیع کتابوں کے مترجم ہیں۔
- ② حافظ محمد شریف صاحب بن چوہدری فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ، مدیر مرکز الترویج الاسلامیہ فیصل آباد، آپ اسلاف کا نمونہ ہیں، فہم قرآن وحدیث اور اصول حدیث وتفسیر وفقہ وکلام میں ید طولی رکھتے ہیں، آپ جامعہ سلفیہ میں اوّل پوزیشن لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور وہاں یونیورسٹی بھر میں دوم پوزیشن لے کر، بغیر تقرری کی درخواست کیے ہی پاکستان آ گئے۔ آپ کے یہاں پہنچنے کے بعد یونیورسٹی کی انتظامیہ کراچی میں آکر آپ کے کاغذات لے گئی اور آپ کو وزارت مذہبی امور ودعوت وارشاد، سعودی عرب کی طرف سے داعی مقرر کر دیا گیا۔

- ③ مولانا محمد رمضان سلفی رحمۃ اللہ علیہ، نائب شیخ الحدیث جامعہ لاہور اسلامیہ، گارڈن ٹاؤن لاہور، آپ بڑے وسیع المطالعہ اور کہنہ مشق استاذ ہیں۔ دورانِ تعلیم محنتی طالب علموں میں شمار ہوتے تھے۔ اب الحمد للہ بڑے مہمان نواز اور قابل استاذ ہیں اور طلبہ حدیث سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔

- ④ حافظ عبد الغفار رحمان رحمۃ اللہ علیہ، آپ کی دینی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ اشاعتِ علم کے دل دادہ ہیں اور ایک بڑے مدرسے کے منتظم ہیں۔

- ⑤ مولانا عبد الرحمن یوسف رحمۃ اللہ علیہ، آپ معروف عالم دین مولانا محمد یوسف آف راجوالہ کے بیٹے ہیں۔ بہت خوش نویس اور ماہر تعلیم ہیں اور کراچی میں استاد ہیں، متعدد کتابوں کے



مترجم بھی ہیں۔

① مولانا عبد الجبار مدنی رحمہ اللہ، آپ مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اور جامعہ قدس اہل حدیث چوک دالنگراں میں مدرس ہیں۔ بڑی مریخ مریخاں طبیعت کے مالک اور نہایت سادگی پسند ہیں۔

② حضرت مولانا حافظ عبد الغفار روپڑی رحمہ اللہ، امیر جماعت اہل حدیث پاکستان: آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں بڑی دیر سے غصہ آتا اور بڑی جلدی کا فور ہو جاتا ہے اور دونوں بھائیوں کی محنت سے جامعہ قدس چوک دالنگراں دوبارہ جوان ہو گیا ہے۔

③ مولانا عنایت اللہ امین ڈاہروی رحمہ اللہ، آپ دارالحدیث راجوال میں مدرس ہیں اور رہبر کھالی میں خطیب ہیں۔

علاوہ ازیں ہزاروں طلبہ اور سینکڑوں علمائے دین جو پاکستان، افغانستان، بلتستان، عرب امارات، سعودی عرب، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں دعوت دین کے کام میں مصروف ہیں، آپ کے روحانی فرزند اور آپ کا صدقہ جاریہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی تالیفات: 'چشمہ فیض'، 'احکام و مسائل' اور 'ارشاد القاری' وغیرہ کتب کو نافع خلایق بنائے۔

ہمارے ممدوح مولانا عبد المنان نور پوری کی زندگی کی طرف ان کا آخرت کا سفر بھی عظیم الشان تھا۔ جناح پارک متصل جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ میں ہر سو متشرع اور باعمل مسلمان کا جم غفیر نظر آتا تھا۔ اطراف و اکناف سے جمع ہونے والے توحید کے پرانوں کا بہت بڑا اجتماع تھا جو آپ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے موجود تھا۔ مولانا مرحوم کی عظیم الشان محنت کے اثرات ان کے پیروکاروں کی ان سے والہانہ محبت میں جلوہ افروز ہو رہے تھے۔ جناح پارک کے جوانب میں موجود گھروں کی بالکونیاں اہل علاقہ اور خواتین سے بھری پڑی تھیں اور سب حیرانی سے دیکھ رہے تھے کہ کیسا عالم جلیل آج دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ان کا جنازہ دین کے لئے اپنی زندگی بتانے والوں کے لئے سکون وطمینان کا باعث اور دنیا پرستوں کے لئے نقارہ خدا تھا کہ جو لوگ اللہ کے لئے اپنی ہر صلاحیت صرف کر دیتے ہیں، دنیا کس طرح ان سے بے لوث محبت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کو اعلیٰ علیمین میں جگہ دے اور دین کے دیگر خدام کو بھی ان جیسا علم و عمل نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

